مولای صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہِ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ انوارِ مدینہ کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے ۔(آمین)

نوازشات: حضرت زیدؓ غلامی سے سرداری تک، پھوپی زاد بہن سے نکاح

مُنہ بولا بیٹا حقیقی کی مانند نہیں ہوتا، جاہلیّت کے رواج کا خاتمہ

حضرت ابوبکرؓ ، نبیؐ کی بے مثال اطاعت

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم

کیسٹ نمبر ۳۳ سائیڈ بی ۸۴-۴-۲۰

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیّدنا و مولانا محمّدٍ وّآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

حضرت اُسامہؓ جو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں ۔بہت چھوٹی عُمر کے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آگئے وہ گھر ہی میں رہتے تھے جیسے اُن کے والد زیدؓ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے آزاد کردہ غلام تھے یہ (حضرت اُسامہؓ) پیدا بھی یہاں ہُوئے تھے۔آپ نے حضرت زیدؓ کو غلامی سے نکال کر سرداری کے درجہ تک پہنچایا۔ کہاں تو یہ کہ وہ غلام تھے پھر اُن کو آپ نے آزاد کیا، آزاد کرنے کے بعد ایسے رکھا جیسے کہ بیٹا ۔تو لوگ بہت عرصہ تک زیدؓ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا بیٹا کہا کرتے تھے پھر آپ نے ام ایمن سے جو ایک بڑی عُمر کی عورت تھیں اُن سے اُن کی شادی کر دی لیکن وہ آزاد تھیں یہ شادی پر رضامند ہُوئے تو شادی کر دی۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی والدہ ماجدہ کی خادمہ تھیں۔ کام کرتی تھیں

اُن کے گھر کا۔ سفر میں بھی ساتھ رہی ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت بھی کرتی رہی ہیں جیسے چھوٹے بڑے بچوں میں فرق ہوتا ہے۔ اس طرح کا فرق تھا تو اُن سے شادی کے بعد حضرت اُسامہؓ پیدا ہوئے تو زیدؓ جو غلام تھے ایمان لے آئے۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو آزاد کر دیا اُن کے والدین نے کہا کہ انہیں ہمارے پاس بھیج دیں۔ پتا چلا انھیں کہ اس طرح ہمارے بیٹے کو غلام بنا لیا گیا تھا پھر بیچ دیا گیا اور اب وہ وہاں ہیں تو اُن کے بھائی صاحب لینے کے لیے آئے آکے دیکھا اور کچھ دن یہاں رہے تو وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے والد کو اور اُن کے بھائی دونوں کو اجازت دی اور فرمایا کہ یہ چاہیں میرے پاس رہیں چاہیں آپ کے ساتھ چلے جائیں۔ آزاد ہیں جہاں چاہیں تو حضرت زیدؓ جو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اتنے مانوس ہو چکے تھے کہ انہوں نے کہا کہ میں یہیں رہوں گا۔ وہ وہیں رہے تو جس جگہ آدمی غلامی کا دَور گزار چکا ہو وہاں خوشی سے رہنا نہیں چاہتا اور اُسے پُوری آزادی محسوس نہیں ہوتی لیکن آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اُن کے ساتھ ایسا انداز تھا اور ایک خاص روش تھی گویا آپ نے ان میں اور اپنے رشتے داروں میں کوئی فرق نہیں کیا۔ تو ان کا حال یہ ہو گیا کہ وہ گھر جانا ہی بھول گئے انہوں نے کہا کہ میں تو جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو نہیں چھوڑ سکتا، مَیں تو یہیں رہوں گا۔ جب انہوں نے یہ کہا تو آپ نے اُن کے بھائی سے بھی کہا کہ ایسے کر لو کہ تم بھی یہاں آجاؤ اور یہاں رہ لو وہ تو غلام بھی نہیں تھا لیکن اُس نے کہا کہ نہیں میں گھر میں ہی رہوں گا اور اُس نے گھر رہنے کو ترجیح دی۔

بھائی کا پچھتاوا

بعد میں وہ پچھتاتے تھے کہ مجھ سے میرے بھائی کی رائے زیادہ اچھی تھی میری رائے غلط تھی کہ گھر میں رہوں گا۔ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس رہنا یہ زیادہ بہتر ہوتا کیونکہ جو آدمی مُسلمان ہو جاتا تھا۔ وہ آپ کے پاس رہے یا ہجرت کر جائے دونوں باتوں کا اس کو اختیار ہوتا تھا۔ آپ نے اُن کو اپنے پاس رہنے کی دعوت دی اور انہوں نے کہا نہیں مَیں والد کے ساتھ اپنے گھر میں رہوں گا تو وہ بعد میں پچھتاتے تھے اور کہتے تھے کہ مَیں نے یہ غلطی کی، میرے بھائی کی رائے زیادہ صحیح تھی۔ میری رائے صحیح نہیں تھی تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے انہیں (حضرت زید کو) اولاد کی طرح رکھا بہت بڑا درجہ دے دیا۔ کہاں تو یہ ہوتا تھا کہ غلام کو انسان ہی جیسے نہ سمجھا جاتا تھا۔ جانوروں کے درجہ میں شمار کیا جاتا تھا اور کہاں یہ درجہ دیا گیا کہ لوگ ان کو یہ سمجھنے لگے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں متبنّٰی بنا لیا ہے۔ بیٹا بنا لیا ہے اور اُس زمانے میں یہ تھا کہ جسے کوئی بیٹا بنا لیتا تھا وہ پھر بیٹا ہی ہوتا تھا۔ پھر وراثت بھی چلتی تھی اور چیزیں بھی چلتی تھیں، اُس

وقت تک اس بارے میں احکامِ الٰہیہ موجود نہیں تھے تو جو رواج تھا بس وہ چلتا تھا۔ رواج میں پھر وہ بیٹا ہوگیا ایسے جیسے اپنا بیٹا ہوتا ہے۔

مُنہ بولی اولاد کو حقیقی باپ ہی کی طرف منسوب کیا جائے گا

اسلام نے یہ کہا کہ ادعوھم لآبائھم جو جس کا بیٹا ہے نام اسی باپ ہی کا رکھو (یعنی حقیقی باپ کی طرف منسوب کرلو) اُس کی ولدیت نہ بدلو تو پھر لوگوں نے زید بن حارثہ کہنا شروع کیا، ورنہ زید بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتے تھے۔

غلامی کا معاملہ کافر حکومت کی روش پر موقوف ہوگا

وہ غلامی جو اسلام نے بالکل بند کردی وہ غلامی یہ ہے کہ ایک آدمی کو پکڑا اغوا کیا لے جاکر بیچ دیا اُس کو اسلام نے بالکل بند کردیا اور اس پر شدید عذاب کی وعید آئی ہے۔ دوسری چیز یہ تھی کہ لڑائی میں جو قیدی آتے تھے اُنھیں غلام اور باندی بنا لیا جائے وہ اسلام نے قائم رکھی کیونکہ وہ فقط رعایا کا معاملہ نہیں ہے وہ دو حکومتوں کا معاملہ ہوتا ہے۔ مسلمان اور کافر حکومت کا معاملہ ہوتا ہے تو کافر حکومت سے اگر لڑائی ہورہی ہو تو اس میں دیکھا جائے گا کہ وہ کیا کر رہے ہیں کیا وہ ہمارے آدمیوں کو جنگی قیدی بنا کر رکھتے ہیں یا وہ ہمارے آدمیوں کو غُلام بنا لیتے ہیں اگر وہ جنگی قیدی بنا کر رکھتے ہیں تو ہم بھی جنگی قیدی بنا کر رکھیں گے ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہوگا کہ ہم غُلام بنا لیں اور عورتوں کو باندی بنا لیں اور اگر ان لوگوں کا دستور یہ ہے کہ وہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنائیں گے یا باندی بنائیں گے تو پھر ہم بھی اُن کے قیدیوں کو غلام اور باندی بنائیں گے اَب دُنیا بھر میں وہ پُرانا رواج ختم ہوگیا ہے۔ اَب جو قیدی ہوتے ہیں وہ جنگی قیدی کہلاتے ہیں چاہے جتنے اچھے یا بُرے ہوں۔ دو سال دس سال پندرہ سال بیس سال پڑے رہیں، جیلوں میں سڑتے رہیں بُوڑھے ہو جاتے ہیں نہیں چھوڑے جاتے مگر قیدی ہیں غلام نہیں۔ اگر وہ (کافر) لوگ پھر کسی وقت ایسا کرنے لگیں تو پھر جائز ہے تو یہ حکم گویا موقوف ہُوا منسوخ نہیں ہُوا۔ کیونکہ دوبارہ دُنیا میں شروع ہو سکتا ہے اس کا امکان ہے ہاں یہ شکل کہ پکڑا لے جاکر غُلام بنا دیا، بیچ دیا اور وہ غلام ہو جائے یا ماں باپ اپنے بچّے کو یا بچی کو کسی کو بیچ دیں تو وہ غلام یا باندی بن جائے یہ اسلام نے ختم کر دیا۔ پہلے زمانے میں یہ طریقہ تھا۔ حبشہ سے خرید کر لاتے تھے اور لاکر عرب میں بیچتے تھے جو اسلام سے پہلے ہو چکا تھا وہ ہو چکا تھا۔ اسلام آنے کے بعد پھر اس طرح کی چیز کو دُرست نہیں سمجھا گیا منع کر دیا گیا تو اب

اگر کوئی ماں باپ بیچتے بھی ہیں اور کوئی آدمی خرید بھی لیتا ہے تو وہ غلام نہیں ہوگا لڑکی کو خرید لیتا ہے تو وہ باندی نہیں ہوگی اُس سے۔ بہرحال شادی کر سکتا ہے تو یہ چیز آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل بدل دی۔

مزید نوازش

زید رضی اللہ عنہ کی اپنی پھوپھی زاد بہن سے شادی کردی۔ پھر اس کے بعد ایک آیت اُتری ہے اور اس میں فلما قضی زید منھا وطرا زوجنا کھا زید رضی اللہ عنہ نے جب ایک عرصہ گزار لیا تو پھر ہم نے اس کی شادی آپ سے کردی۔ ان کا نام زینب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان سب سے بڑا خاندان تھا بہت بلند خاندان تھا۔ خاندانی روایات کے اعتبار سے ان کے لحاظ سے یہ رشتہ بالکل موزوں نہیں تھا لیکن آپ نے ان رواجوں کو توڑا اور شادی کردی لیکن نباہ نہیں ہو سکا مزاج نہیں مل سکے نوبت یہاں تک آئی کہ ان کو طلاق ہوگئی تو زید کی بیوی گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ بولے بیٹے کی بیوی ہُوئیں بہو ہُوئیں اور جب بہو ہُوئیں تو پھر (سسر پر) حرام ہُوئیں اُس زمانے کے رواج کے اعتبار سے تو اللہ تعالیٰ نے اس رواج کو نہ صرف ختم کیا بلکہ

اللہ تعالیٰ کی حکمت یہ تھی کہ جاہلیت کا رواج ختم ہوجائے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان سے نکاح فرمایا۔ وہ زوجہ مطہرہ ہوگئیں اور قرآن پاک میں ہے و تخفی فی نفسک واللہ مبدیہ آپ پسند فرماتے تھے کہ ان سے رشتہ ہو جائے۔ شادی ہو جائے لیکن بس پسند کی حد تک تھی بات لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں (نکاح) ہو ہی جائے اور اس کی حکمت یہ تھی کہ اُمت کو تعلیم دی جائے کہ مُنہ بولے بیٹے کی بیوی حرام نہیں ہوتی۔ وہ محرمات میں داخل نہیں ہوتی تو آپ دل میں یہ بات چُھپاتے تھے و تخشی الناس واللہ احق ان تخشٰہ آپ کو لوگوں کا اندیشہ ہے مگر لوگوں کا اندیشہ نہیں کرنا چاہیے۔ اللہ کا اندیشہ کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ یہ کر رہے ہیں یہ حکم فرمارہے ہیں لوگوں کے ذہنوں سے وہ غلط چیز ہٹا رہے ہیں تو لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائھم تاکہ آئندہ یہ ہو کہ جو ان کے بیٹے بنائے ہُوئے ہوتے ہیں وہ ان کی بیویوں سے شادی کرنے میں کوئی رُکاوٹ آگے کے لوگوں کو نہ ہو۔ وکان امر اللہ مفعولا۔ یہ اللہ کا کام تھا جو اللہ چاہے وہ ایسے ہو جاتا ہے جیسے ہو چکا ہو۔

غلامی سے سرداری

تو آپ نے ان کو اتنا آگے بڑھایا کہ اپنی پھوپھی زاد بہن سے ان کی شادی کردی تو غلامی سے بیٹا پھر بیٹے سے یہ رشتہ مزید۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک لشکر ترتیب دیا۔ اُس لشکر کا امیر ان کو بنایا اور اس لشکر میں حضرت خالد بن ولیدؓ بھی تھے اس لشکر میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے (چچا زاد) بھائی جعفر بھی تھے۔ جعفر بن ابی طالب حضرت علیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ لوگوں نے کچھ مُنہ بنایا ناگواری محسوس ہوئی تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی پروا ہی نہیں کی۔

غلام کی اولاد سے محبّت | پھر اس کے بعد دوسرا مرحلہ آتا ہے کہ جو اُن کے بچّے ہیں ان سے پیار و محبّت اور خود ان سے بھی۔ خود اُسامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دونوں کو آپ گود میں بٹھا لیتے تھے اور یہ فرمایا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اَحِبَّھُمَا فَاِنِّیْ اُحِبُّھُمَا خُداوندا مَیں انھیں محبوب رکھتا ہوں تو بھی انھیں محبوب رکھ۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ بٹھانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پاس بٹھا لیا بلکہ یہ آیا ہے۔ یقعدنی علی فخذہ و یقعد الحسن ابن علی علی فخذہ الاخری ایک ران پر اِنھیں بٹھاتے تھے۔ ایک ران پر اُنھیں بٹھاتے تھے۔ ثم یضمھما ان دونوں کو پھر چمٹا لیتے تھے اور پھر یہ دُعا کرتے تھے۔

اللّٰھم ارحمھما فانی ارحمھما خداوندکریم میں بھی ان پر شفقت رکھتا ہوں تُو بھی ان پر رحمت کی نظر رکھ۔

غلام کا بیٹا اور سرداری | اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے (مرضِ وفات میں ذرا بڑے ہو گئے تھے) ــــــ ایک لشکر کا سردار بنا دیا تھا۔ اُس لشکر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے تو اتنے بڑے بڑے حضرات تھے جب لوگوں نے کچھ کہا زبان سے فطعن بعض الناس فی امارتہ ان کی امارت کے بارے میں بعض لوگوں نے زبانِ طعن دراز کی تو آقائے نامدار صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ ان کنتم تطعنون فی امارتہ فقد کنتم تطعنون فی امارت ابیہ اگر تم اَب اس کے بارے میں کہہ رہے ہو کہ اسے امیر کیوں بنایا تو اس کے والد (زیدؓ) کے بارے میں بھی تم نے طعنے دیے تھے یعنی اعتراز کیا تھا من قبل اس سے پہلے لیکن فرماتے ہیں۔ و ایم اللّٰہ ان کان لخلیقا للامارۃ خدا کی قسم وہ امارت کے لائق تھے۔ امیر ہونے کے لائق تھے۔ وان کان لمن احب الناس الیّ وہ مجھ کو بہت زیادہ محبوب تھے۔ وان ھذا لمن احب

الناس الیّ بعدہ اور یہ مجھے اُن کے بعد سب سے زیادہ محبوب ہیں لیکن ایسے ہُوا ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ آخر میں آپ نے فرمایا اوصیکم بہ فانہ من صالحیکم میں تمہیں اس کے بارے میں وصیّت کرتا ہوں کیونکہ یہ تم میں صالحین جو ہیں ان میں داخل ہیں تو آپ نے دستِ مُبارک سے جھنڈا تیار کر کے دیا اور ان حضرات کو ان کے ماتحت کیا مگر طبیعت ناساز ہوگئی اور چند روز بعد دُنیا سے رُخصت ہوگئے۔

حضرت ابوبکر رضؓ کی خلافت اور ہر معاملہ میں اطاعت

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوگئے۔ جب یہ خلیفہ ہوگئے اور پھر اُنھوں نے اُن کا لشکر روانہ کیا جدھر روانہ کرنا تھا اور لوگوں نے کہا بھی مگر آپ نے فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ فیصلہ فرما چکے تھے تو مَیں اسے بدل نہیں سکتا جو بات زبانِ مُبارک سے نکلی تھی مَیں کوئی بات بھی بدلنے کا قائل نہیں ہوں۔

خلافت کے بعد ابوبکر رضؓ کا اعلان

چنانچہ اُنھوں نے اعلان کر دیا جس آدمی سے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا کوئی وعدہ ہو یا کسی کا قرض ہو آپ پر تو ہمارے پاس آئے۔ تو اگر کسی سے وعدہ بھی کیا تھا آپ نے تو وہ ابوبکر رضؓ نے اُس کو پُورا کیا ہے۔ ایک صحابی ہیں حضرت جابر رضؓ وہ کہنے لگے کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے مجھ سے یہ فرمایا تھا لو قد جاء مال البحرین۔ بحرین سے اگر مال آجائے گا تو میں تمہیں اتنا اتنا دوں گا دونوں ہاتھوں سے لب بھر کے۔ مجھ سے تو گویا وعدہ ہی ہوگیا لیکن بحرین کا مال نہیں آنے پایا تھا اب آیا ہے تو آپ کی وفات ہوچکی ہے ابوبکر رضؓ نے اُس کو پُورا کیا۔ ایک دفعہ لب بھر کے خُوب دیدیا اُنھیں اور کہا کہ یہ گن لو کتنے ہیں تو وہ پانچ سو تھے تو پھر اُنھوں نے فرمایا خذ مثلیھا اتنے ہی دو اور لے لو یعنی پندرہ سو پورا کرلو ہر دفعہ اس طرح بھرنے میں ممکن ہے گِر جائیں لہٰذا ایک دفعہ لب بھر کے پورا دیا تو پانچ سو درہم آئے فرمایا خذ مثلیھا ڈبل اس کے لے لو تو وہ کسی چیز میں کوئی تبدیلی نہیں لاتے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں خود اُن کا اپنا حال تھا اس سے بھی زیادہ سخت حال اپنا کرلیا اور جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسی سے وعدہ کیا تھا وہ پورا کیا۔ قرض تو بڑی بات ہوتی ہے تو اس میں فضیلت آئی ہے مگر آپ یہ دیکھیے کہ مساوات بھی تو ہے فضیلت تو ہُوئی حضرت اُسامہ کی مگر مساوات بھی تو ہُوئی کہ اپنے نواسے کے برابر اُن کو رکھا جو ایک آزاد کردہ غلام کا بیٹا ہے اس کو اپنے نواسے کے برابر رکھا۔ اسلام کی تعلیم میں انسان کو جو بلندیاں دی گئی ہیں اور جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عمل کر کے دکھایا ہے یہ بات کسی مذہب میں نہیں ملے گی نہ اخلاقاً نہ تعلیماً اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں آپ کا ساتھ نصیب فرمائے۔

❁